صریر خامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 04, Issue 04 (October-December 2025)

عصرِ حاضر میں نسلِ نو کے تعلیمی رجحانات: اسلامی تعلیمات کے تناظر میں تحقیقی مطالعہ

Educational Trends of the Modern Generation in Present Era: A Research Study in the Light of Islamic Teachings

Naimat Ullah Khan
PhD Scholar, Department of Qur'ānic Studies, The Islamia University of Bahawalpur
Email: naimatmphil@gmail.com

Abstract:

Knowledge is the fundamental force behind leadership and civilizational progress. It guides human intellect, inspires research, and leads to the discovery of new horizons in the pursuit of truth. Knowledge is the source of all virtues, the remedy for moral and social ills, the solution to economic challenges, and the means to honor and dignity. In the contemporary world, integrating religious education with modern secular learning is essential to ensure the proper moral, spiritual, and intellectual upbringing of individuals so that they may become responsible and productive members of society. The purpose of an Islamic society is not the welfare of a particular group or nation, but the well-being of all humanity. Therefore, education is the process that cultivates reflection, nurtures the pursuit of truth, and develops necessary skills, while true knowledge is that which leads to the recognition of the Divine, promotes goodness, and serves as a source of spiritual and ethical refinement. Despite the rapid growth of technology and modern educational trends, the neglect of religious and moral training drives younger generations towards materialism and atheistic tendencies. Hence, it is imperative to establish an educational system that harmonizes contemporary sciences with Islamic thought and ethical values, rejects the dominance of Western materialism, and prepares a generation capable of succeeding in both religious and worldly domains. The Qur'an is the divine book that encompasses both spiritual and material knowledge, and God Himself taught these truths directly to His Prophet ﷺ. When Muslims abandon contemplation, research, and intellectual inquiry, decline inevitably begins; but when education is integrated with faith and used for the moral formation of the younger generation, societies experience intellectual, ethical, and cultural revival, enabling the Ummah to move once again towards progress and excellence.

Keywords: *Islamic Education, Moral and Spiritual Training, Civilizational Progress, Qur'anic Worldview, Contemporary Muslim Society, Islamic Pedagogy*

تعارف:۔

انسان کو اس کائنات میں اشرف المخلوق کا درجہ حاصل ہوا ہے اس کی وجہ اس کا عقل و شعور اور علم و آگہی ہے۔ اسلام نے تعلیم و تعلم، درس و تدریس اور علم و معرفت کے سلسلے میں جو احکامات دیئے اور اس کی وجہ سے پڑھنے پڑھانے کا جو رواج ہوا اس نے دنیا کو جہالت کی تاریکیوں سے نکالا ہے۔ علم قیادت کا ایک خاصہ ہے اور ان اہم ترین عوامل میں سے ہے جو کسی تہذیب کے صحت مند ارتقاء اور نشو نما کا عمل پورا کرنے کے لیے ضروری ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کے مطابق:

> "علم ہی وہ عمل ہے جس کے ذریعہ سے راہنمائی یا راستہ دکھایا جاتا ہے اور اس راہنمائی و راستہ کو اپنا کر کوئی بھی فرد اپنے مقاصد کو حاصل کرتا ہے۔ علم ہی کے ذریعہ انسان اس کائنات میں غور و فکر کرتا ہے، نئے نظریات تلاش کرتا ہے اور اپنی تحقیق کا اطلاق کرتے ہوئے حقیقت کی تلاش میں سرگرداں ہے اور اسی دوران ہر آن وہ نئے سے نئے شاہکار تراشتا جاتا ہے۔"[i]

علم بھلائیوں اور نیکیوں کا سرچشمہ بھی ہے اور تمام مفاسد کا مداوا بھی ہے۔ اقتصادی مسائل کا حل بھی اس میں پوشیدہ ہے اور عزت و افتخار کا منبع بھی علم ہے۔ مذہب اسلام نے اپنے سفر کا آغاز ہی علم سے کیا۔ اس نے علم کو جو اہمیت دی ہے وہ محتاجِ بیان نہیں ہے۔ علم ہی ایسا عمل ہے جس کے ذریعہ سے ہم اولاد کی بہتر سے بہتر تربیت کر سکتے ہیں اس حوالہ سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔"[ii]
>
> ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں (اور) اس پر فرشتے سخت دل قوی ہیکل مقرر ہیں وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ انہیں حکم دے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔"

موجودہ دور میں دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اگر ہم دینی تعلیم کو بھی لے کر چلیں اور اپنے اہلِ خانہ کو بھی اس سے بہرہ ور کریں تو دینی اور دنیاوی کامیابیوں سے ہمکنار کر سکتے ہیں۔ علم کے ذریعہ سے ہی ایک فرد تشکیل پاتا ہے اور وہی فرد اگر معاشرتی ضروریات اور تقاضوں کو پورا کرے گا تو اس ایک فرد کی تربیت کی بدولت معاشرہ بہتر ہو سکتا ہے۔ نسلِ نو کو اس قابل بنانا چاہیے کہ وہ جس علم میں دلچسپی کا اظہار کریں انہیں اس علم کے بارے تحقیق و جستجو کرنی چاہیے تاکہ وہ اسے بہتر سے بہتر طور پر سمجھ سکیں۔ ایک اسلامی معاشرہ میں رہ کر ذمہ دار شہری اور ریاست کے اچھے افراد بن کر اپنی خدمات سرانجام دیں۔ اسلام ایک ایسے معاشرہ کی بنیاد رکھتا ہے جس کا تعلق کسی خاص جماعت یا فرقہ سے نہیں بلکہ تمام نوع انسانی کی فلاح ہی اس کا مقصد ہو۔

تعلیم کا مفہوم اور مفکرین کی آراء:۔

قرآن و حدیث میں علم حاصل کرنا یعنی بات کو کھولنا، غور کرنا سچائی تک پہنچنا پرکھنا، جاننا اور سمجھنا ہے۔ تعلیم تبدیلی کا ایسا عمل ہے جس میں وہ تمام سرگرمیاں شامل ہیں جو ایک فرد کو کامیاب معاشرہ کا رکن بنا سکتی ہیں۔ علم کی بدولت ہی انسان مذہبی، تہذیبی، معاشرتی اور علمی لحاظ روایات کو ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچاتا ہے۔ تعلیم ایسا عمل ہے جس سے علم میں اضافہ اور مہارتوں کا حصول ہوتا ہے۔ راقم سب سے پہلے غیر مسلم مفکرین کے تعلیمی مفاہیم کو اور اس کے بعد مسلم مفکرین کی آراء کو بیان کرے گا۔

رچرڈ سٹینلے پیٹرز مغربی معاشرہ میں تعلیمی نظام میں موجود تعصب کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

"In some states of USA, education being universally administered on a state basis, separate schools have been established for negroes, who are banned from the schools reserved for whites. It is claimed that these schools are inferior, equipment and in prestige to the white schools. So, the negroes are denied access on irrelevant grounds to a quality of provision which should be available to all.[iii]"

برٹرینڈ رسل کے مطابق:

"تعلیم کا ایک مقصد مجموعی پیداوار میں اضافہ کرنا ہے۔[iv]

مادہ پرستی میں کائنات کے حقائق کو چھپانے کی شعوری کوشش کی گئی ہے قدرت کی مختلف نشانیاں دیکھنے کے بعد کبھی یہ کہا گیا کہ اس کائنات کو کسی ریاضی دان ہستی نے ریاضی کے اصولوں کے مطابق بنایا ہے اور کبھی یہ غلط فہمی پھیلائی گئی کہ اس مادی کائنات میں موجود قوت ایک روح ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس نے علم اور جہل کے درمیان خط فاصل کھینچ کر صاف لفظوں میں بتایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ -"[v]

اس آیتِ قرآنی میں استفہام انکاری ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ ہرگز برابر نہیں ہو سکتے ایسے جیسے زندہ اور مردہ، سننے والا اور بہرہ، دیکھنے والا اور اندھا کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی لیے اس آیت مبارکہ میں کہا گیا ہے کہ ایک جاننے والا جو ایک یا بہت سے علوم میں مہارت رکھتا ہے وہ اس شخص سے کئی درجہ بہتر ہے جو علم سے کوسوں دور ہے۔ اہلِ مغرب مادہ پرستی میں اس قدر آگے نکل چکے ہیں کہ انہوں نے اپنے اوپر فرض کر لیا ہے کہ اپنے اس مادہ پرستی کے عمل سے دیگر اقوام کی طرح مسلمانوں کو بھی اپنا غلام بنالینا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کو مادہ پرستی میں گھسیٹ رہے ہیں۔

اسلام نے مادہ پرستی کی بجائے اخلاقی اقدار کو فروغ دیا ہے اور یہ کردار نمایاں ہے۔ تعلیم کی روح مذہبی ہونی چاہیے۔ اس سے ایسی نسل کی افزائش ہو جو اپنا بنیادی مقصد دین اسلام ہے اس سے دوری نہ ہونے پائے اور اس حوالہ سے مفکر اسلام علامہ محمد اقبال کہتے ہیں کہ:

"علم سے میری مراد وہ علم ہے جس کا دارومدار حواس پر ہو۔ اس علم سے وہ طبعی قوت ہاتھ آتی ہے جس کو دین کے ماتحت رہنا چاہیے۔ اگر یہ دین کے تحت نہ رہے تو محض شیطانیت ہے۔"[vi]

علامہ ابن خلدون کے نزدیک:

"تعلیم معرفت الٰہی اور حقیقت کے ادراک کا ذریعہ ہے علم ایمان کی بنیاد ہے اور ایمان کا نتیجہ علم ہے۔"[vii]

غیر مسلم مفکرین نے علم کو جسمانی، ذہنی اور اخلاقی نشو نما کا نام دیا لیکن مسلم مفکرین نے ان سب باتوں کے ساتھ علم کا اسلامی تصور بھی پیش کیا۔ دین اسلام صرف دنیاوی مفاد ہی نہیں بلکہ دینی مفاد و ترجیحات کو بھی ساتھ لے کر چلتا ہے۔ اسلام میں علم معرفت الٰہی کا ذریعہ ہے اور علم حاصل کرنا عین دین ہے۔ دین کا مفہوم انسان کی پوری زندگی پر حاوی ہے۔ اسی لیے حواس و روح اور دنیا و آخرت الغرض سب کچھ اسی میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کائنات میں بھیجنے کا مقصد بھی واضح کیا ہے۔ اسی حوالہ سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ، وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰىۖ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا."[viii]

اس آیت مبارکہ میں یہ بات خدا نے واضح کر دی ہے کہ دنیا کے فوائد نہ ہونے کے برابر ہیں اور آخرت میں سب کچھ متقی لوگوں کے لیے ہے کیونکہ وہ سب جاننے والا ہے اور وہ ذرہ برابر بھی ناانصافی نہیں کرتا۔ دین اسلام ایک طالب علم کی انفرادی شخصیت کو نشو نما دینا چاہتا ہے اور اس کی تمام خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرہ کا ایک ذمہ دار فرد بھی بنانا چاہتا ہے۔ اس کا فائدہ اس طرح سے ہو گا کہ وہ انفرادیت و اجتماعیت کو دینی و دنیاوی لحاظ سے احسن طریقہ سے پورا کر سکے گا۔ آیتِ قرآنی سے یہ واضح ہوا کہ غیر مسلم جس طرح سے بھی نسلِ نو کی پرورش کرتے ہیں ان کے اعمال ان کے ساتھ ہیں کہ ان کو ان کے اعمال کا بدلہ ملے گا اور جو ایک مسلم معاشرہ کا فرد ہو گا اس کو اس کے اعمال کی جزاء ملے گی۔ اسلام راہ وسط کا داعی ہے۔

تعلیمی رجحانات اور ٹیکنالوجی:۔

بچوں کا ذہن اور ان کا دماغ ایک کورے کاغذ کی طرح صاف ہوتا ہے۔ بچپن میں جو باتیں یا عادتیں اُنہیں سننے یا دیکھنے کو ملتی ہیں وہ ان کے دل و دماغ میں منقش ہو جاتی ہیں اور جوں جوں وہ بڑے ہوتے رہتے ہیں وہ باتیں بھی پروان چڑھتی رہتی ہیں۔ دور جدید میں تعلیم کی اہمیت و ضرورت سے کسی فرد واحد کو انکار نہیں کیونکہ تعلیم اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ زندہ رہنے

کے لیے سائنس ضروری ہے۔ اچھی اور معیاری تعلیم سے اپنے بچوں کو آراستہ کرنا فی زمانہ بے حد ضروری ہے کیونکہ بچے کسی بھی سماج اور معاشرہ کا سرمایہ اور تابناک مستقبل کی تعمیر کے لیے ضروری اساس ہوتے ہیں۔ والدین بچوں کے علمی میدان کا انتخاب کرنے لگیں تو اس وقت انہیں چاہیے کہ ایسے علم کا انتخاب کریں جو ان کے لیے مستقبل میں نفع کے حصول کا ذریعہ بنے۔ اسی علم نافع کے حصول کے بارے میں منظور احمد لکھتے ہیں:

> "نبی کریم ﷺ نے نفع بخش علم کو صدقہ جاریہ قرار دیا ہے۔ تاریخی اعتبار سے مسلمانوں میں وہ علوم جو ظن و تخمین توہم پرستی، بے یقینی اور بے عملی پیدا کرتے ہیں مذموم سمجھے گئے ہیں ۔ مستقبل کی ظنی پیشن گوئی کرنے والے علم مثلاً کہانت فال کو خود قرآن مجید نے ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ اس طرح وہ علوم جو یقین ایمان کو ضعف پہنچاتے ہوں یا زندگی کے بارے میں شک اور بے اعتقادی کو جنم دیتے ہوں یا حیات میں ترقی کے تصور کو دھندلا کرتے ہوں وہ نافع نہیں ہو سکتے۔"[ix]

بچوں کے تعلق سے کسی بھی موقع پر تساہل یا کسی بھی زاویہ سے بے اعتنائی ملک وملت کے لیے کسی المیہ سے کم نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جو قوم تعلیمی پسماندگی کا شکار ہو جائے اور اپنی فکری و تہذیبی نہج سے دست بردار ہو جائے تو اس قوم کو زمانہ کے ساتھ چلنے میں قدم قدم پر ہزیمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عالمی تباہی و معاشی بدحالی کے تسلسل میں ہمیں فی زمانہ اپنی نسلِ نو کی بہتر پرورش اور دینی حمیت کی پاسداری کے ساتھ زندہ رکھنے کے لیے مثالی تعلیم گاہوں کا سہارا چاہیے۔ دین سے غفلت کے حوالہ سے قاضی گوہر ممتاز لکھتے ہیں:

> "آج ہم نے دین اور دنیا کو دو الگ الگ خانوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے ہم اپنے ہر عمل کو دین کی نگاہ سے نہیں دیکھتے یہی ہماری زندگی کے بگاڑ کا اصل سبب ہے۔ سب سے اولین غفلت جو ہوئی وہ یہ کہ ہم اپنی نسلوں کو پے در پے ایمان کی بالیدگی و تازگی اور شریعت کی معلومات فراہم کرنے کی طرف سے بے پرواہ وغافل ہو گئے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قوم کا ہر فرد دین سے لاتعلق ہو گیا۔ مذہبی کوتاہیوں سے جو حالات رونما ہوتے ہیں وہ سماجی مسائل بن جاتے ہیں جو کہ معاشرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔"[x]

جب ہم سکول، کالج اور عصری تعلیم گاہ کے انتخاب میں بہت ہی محتاط قدم کے ساتھ آگے بڑھیں گے۔ کیونکہ موجودہ دور میں ہر طرف الحادی وارتدادی قوتیں سرراہ اس تاک میں ہیں کہ دین حنیف کے پیروکاروں کے پائے ثبات میں کس طرح تزلزل پیدا کریں تاکہ انکی نسلیں اپنے اسلاف واکابر سے کٹ کر رہ جائیں۔ نواب وحید الزمان خان اس بارے لکھتے ہیں کہ:

"امت مسلمہ سچائی کے ساتھ ساتھ کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کی پیروی کر رہی تھی لیکن جب اس کا رویہ بدل گیا اور وہ قرآن و سنت کے بغیر اپنے فیصلے کرنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلیل و خوار کر دیا اور اسے ایسا بنا دیا کہ وہ غلامی کی زندگی بسر کرنے لگی۔ اس نے اپنے معاملات دوسروں کے ہاتھ میں دے دیے۔ اگر وہ توبہ کرتی، اپنے رب کی طرف رجوع کرتی، اس کے دین پر قائم رہتی، اپنے اوپر اعتماد کرتی۔" [xi]

جب مسلمانوں نے کائنات میں غور و فکر اور تدبر کی عادت ترک کر دی تو علوم جامد ہونے لگے۔ علماء نے یہ غضب کیا کہ پیشروؤں کے تفکر کو حرف آخر قرار دیا مزید غور و فکر پر بدعت اور گمراہی کی مہر لگا دی تو انہیں اخلاقی پستی نے آگھیر ا اور اسلامی معاشرہ نکبت و پستی کا شکار ہونے لگا۔ غور و فکر میں علم و جمودِ تحقیق کے خاتمہ کے حوالہ سے سید محمد اسماعیل لکھتے ہیں:

"غور و فکر پر بدعت و گمراہی کی مہر لگا دینے سے نہ صرف دنیوی علوم کا سرچشمہ خشک ہو کر رہ گیا۔ بلکہ دینی علوم بھی جن کی اس وقت کے مکانی اور زمانی تقاضوں کے مطابق علماء وقت نے بہترین اور جدید ترین تعبیریں پیش کی تھیں، وہی تعبیریں قیامت کے لیے مستقل اور لا متبدل قرار دے دی گئیں۔" [xii]

انسانی فطرت میں خالق کائنات نے یہ بات ودیعت کر رکھی ہے کہ انسانی جبلت کسی محدود شے کے حصول پر قانع نہیں رہتی۔ وہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں دن ورات سرگرداں رہتی ہے۔ ہمیشہ سے انسانی خواہش رہی ہے کہ سماج اور معاشرتی زندگی میں کس طرح اپنی عزت وجاہ کی بالادستی قائم کی جاسکے خواہ اس کو حاصل کرنے میں کسی حد تک جانا پڑ جائے۔ عبدالحلیم شرر بچوں کی دینی تربیت کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

"اگر مذہبی اصلاح نہ کی گئی تو انگریزی سکول کی تعلیم پائے ہوئے بچے سب عیسائی یا لا مذہب اور ملحد ہو جائیں گے۔ یقیناً ہو بھی جاتے ہیں کیونکہ سر سیّد احمد خان کے پاس ایسے خطوط دیکھے گئے ہیں جن کا ماحصل یہ تھا کہ اگر آپ نے ہماری رہبری نہ کی ہوتی تو ہم مذہب اسلام کے چھوڑنے کو تیار تھے۔ یہ خطوط سید صاحب کو اس قدر عزیز تھے کہ ان کو احتیاط سے رکھ چھوڑا تھا۔ وہ ان کو اپنی ہمدردی اسلام اور اپنی کوشش خیر کی سند اور انہی کو اپنی نجات کا ذریعہ خیال کرتے تھے۔" [xiii]

جدید تعلیمی نظام اور معاشرہ۔

آج مسلم معاشرہ کے اندر تنزلی کے جو اثرات مرتب ہو رہے ہیں ان کی وجہ مغربی مادہ پرستی پر قائم اسلامی معاشرے اور ان کی پیروی کرنا ہیں۔ یہ سب ایک سازش کا نتیجہ ہے جو مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے دور کر کے ملحدانہ اعمال

کو تقویت دے رہے ہیں۔اس وجہ سے مسلمانوں نے اپنی اخلاقی تہذیب کو ان کی مادیت کی تہذیب کے مطیع کر دیا ہے۔ مسلمانوں کے تمام نظریات کی فکری بنیاد اسلام اور دینی و دنیاوی ترقی ہے۔اس کے برعکس غیر مسلم لادینیت اور مادیت سے منسلک ہیں۔ مسلمانوں کے تعلیمی ادارے دورِ جدید میں اس بات پر زیادہ توجہ دے رہے ہیں کہ وہ دنیاوی لحاظ سے کامیاب افراد کا معاشرہ تشکیل دے سکیں لیکن اس دوڑ میں وہ اسلامی فکر کو نسلِ نو میں منتقل کرنے سے قاصر ہیں۔

ہمارے اس اسلامی معاشرہ میں نظامِ تعلیم ایسا ہونا چاہیے جو جدید نظام تعلیم کے ساتھ اسلامی فکر اور دینی علوم کو بھی فروغ دے۔اس عمل سے جہاں معاشرہ میں بسنے والے افراد جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی علوم کو بھی فروغ دے سکیں گے تو اس سے پتہ لگے گا کہ یہ اسلامی معاشرہ ہے جو افراد کو جدید تعلیم کے حصول کے ساتھ ساتھ اپنی مذہبی تعلیمات کا بھی بول بالا کر رہے ہیں۔ڈاکٹر محمد امین جدید نظامِ تعلیم جس میں دینی تعلیم کا فروغ بھی ہو کو مدِ نظر رکھ کر کچھ بنیادیں پیش کرتے ہیں جو کہ یہ ہیں:

"۱۔ جدید تعلیم اس طرح دی جائے کہ دینی تعلیم نہ صرف اس کا معتدبہ حصہ ہو بلکہ اس کا تناظر بھی اسلامی ہو۔

۲۔ دینی تعلیم اس طرح دی جائے کہ جدید علوم کا تعارفی و تنقیدی مطالعہ بھی اس کا حصہ ہو اور اس کے فارغ التحصیل عالم جدید معاشرے کی ضروریات سے باخبر اور اس کے چیلنجوں سے عہدہ بر ہونے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

۳۔ نظامِ تعلیم ایک ہو اور اس میں دین و دنیا کی ثنویت نہ ہو۔

۴۔ اسلامی تربیت اور تزکیہ نظامِ تعلیم کی بنیاد اور اس کا جزء لاتخریبی ہو اور نظامِ تعلیم میں اس کا وزن تدریس کسی طور پر کم نہ ہو۔

۵۔ مغربی فکر و تہذیب کی بالادستی کو شعوری طور پر رد کر دیا جائے۔اسلامی فکر و تہذیب کی بالادستی کو اجاگر کیا جائے۔اس پر امت کا فخر بحال کیا جائے۔ مغربی فکر و تہذیب کا تنقیدی مطالعہ ہر تعلیمی سطح پر کیا جائے۔"[xiv]

یہ تعلیمی ڈھانچہ ہر تعلیمی ادارے میں چاہے وہ سکول ہو، کالج یا یونیورسٹی ہر سطح پر اس کا انعقاد ہونا چاہیے۔اس میں سب سے اہم کردار استاد کا ہے۔اگر استاد اس سٹرکچر کو لے کر چلے اور اس میں اتنی قابلیت ہو کہ وہ دنیاوی علوم کی طرح دینی علوم پر بھی کمال دسترس اور دلچسپی رکھے تو وہی قابلِ قدر خدمات سرانجام دے سکتا ہے۔اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مغربی علوم کو مختلف اقسام، مسائل اور موضوعات میں اسلامی نقطہ نظر سے بانٹ دیا جائے اور پھر ماہرین اساتذہ جو دینی و دنیاوی

علوم سے واقفیت رکھتے ہوں وہ ان علوم کی بچوں تک رسائی دیں تا کہ وہ عقلی اور نقلی دونوں علوم کو پڑھ کر کامیابیوں سے ہمکنار ہوں۔

مسلمان جدید دور میں عروج کی بجائے زوال کا شکار ہیں اور اس زوال کے بنیادی عناصر کا تعلق علم سے ہے جیسے جہالت، کم علمی، اخلاقیات کا فقدان اور علماء و مسلم رہبروں کا غلط رویہ اس میں شامل ہے۔

دینی تعلیم کی اہمیت۔

دین اسلام میں علم کی اہمیت اور ترغیب جس طرح دین اسلام دیتا ہے اس کی مثال کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے محبوب رسول اللہ ﷺ پر کلام نازل فرمایا تو اس میں پہلے الفاظ ہی علم کی اہمیت پر مبنی تھے۔ پہلی وحی کے الفاظ ہی یوں تھے:

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ- خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ- اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ - اَلَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ- عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ-"[xv]

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو جب نبوت سے سرفراز فرمایا تو ساتھ ہی یہ ذمہ داری بھی لگا دی کہ اے حبیب ﷺ آپ علم کو عام کریں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر برتری علم کی وجہ سے دی۔ علم کبھی ذہن میں ہوتا ہے، کبھی زبان پر اور کبھی کتابی صورت میں لکھا ہوتا ہے ۔پس علم کی تین اقسام ہوئیں ذہنی، لفظی اور رسمی علوم۔ قرآن کریم انسان پر بالخصوص امتِ محمدیہ ﷺ پر علم کو فرض قرار دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو دیکھا جائے تو اس سے بھی علم کی اہمیت اور فرضیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غير أَهله كمقلد الْخَنَازِيرِ الْجَوْهَرَ واللؤلؤ وَالذَّهَبَ-"[xvi]

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے ہمیں علم کی اہمیت اور علم کے متلاشی کے بارے میں بھی وضاحت سے بتا دیا گیا ہے کہ کونسے افراد علم حاصل کر سکتے ہیں اور وہ کون لوگ ہیں جن کو علم جیسی قیمتی چیز سے دوری بنائے رکھنی ہے۔ علم حاصل کرنے والے کا اجر و ثواب جہاد کے برابر دیا گیا ہے گویا جو شخص علم کا متلاشی ہے وہ جہاد کر رہا ہے۔ قرآن مجید ہی وہ واحد کتاب ہے جس کا علم حقیقی ہے۔ اس کتاب کا علم ایسا علم ہے کہ جس کی طلب ہر دور میں موجود افراد کو اپنے مسائل کو حل کرنے کے لیے اپنی طرف کھینچتی رہتی ہے۔ اس میں کسی قسم کے کوئی خاص علوم نہیں ہیں بلکہ ان کا تعلق دینی اور مادی دونوں علوم سے ہے ۔اس کتاب میں ہر طرح کا علم موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیم خدا تعالیٰ نے براہ راست خود فرمائی اور اس بات کا شاہد خود اللہ کا کلام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ."[xvii]

اس آیت مبارکہ میں یہ بات واضح کی ہے کہ اللہ نے کتاب اتاری اور اس کے ذریعہ حکمت نازل کی ہے اور وہ کچھ بتایا ہے جس سے رسول اللہ ﷺ پہلے آشنا نہیں تھے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ کا آپ ﷺ پر بہت زیادہ فضل و کرم ہے[xviii]۔ اللہ نے تمام علوم آپ ﷺ کو قرآن مجید کے ذریعہ سے ہی سکھائے ہیں حالانکہ اس سے پہلے آپ ﷺ نے خود فرمایا تھا کہ میں پڑھا لکھا نہیں ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی جب وحی الٰہی کی ابتداء ہوئی تو علوم کے بیش بہا خزانے ملنے لگ گئے جو ہر شعبہ زندگی میں ہمارے لیے راہنما ٹھرے۔ اس بات سے ہم دینی علوم کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کس قدر دینی علوم ہمارے لیے ضروری ہیں۔ علم کی اہمیت و فضیلت کے بارے میں علامہ ڈاکٹر طاہر القادر لکھتے ہیں کہ:

> علم کا نور ہی ایسی فضیلت کا حامل ہے جو بندے کو اللہ تعالیٰ کا نائب بناتا ہے۔ عبادت، تسبیح اور ذکر سے علم افضل ہے۔ اتنی اعلیٰ فضیلت کا حامل یہ علم یقیناً خالی از عبادت نہیں رہ سکتا۔ جس طرح علم کے بغیر محض عبادت اللہ تعالیٰ کی نیابت کی اہل نہیں بناتی، اسی طرح وہی علم نیابتِ الٰہی کا باعث بنے گا جس کے ساتھ عمل، صالحیت اور عبادت بھی شامل ہو گی۔ علم عبادت کے معاملہ میں بھی قدرے فضیلت رکھتا ہے۔"[xix]

بچوں کی تربیت اور اسلام۔

اللہ نے بنی انسان کو ایک خاص مقصد کے لیے پیدا فرمایا اور اسے اس مقصد کے حصول کے لیے وافر علم و فہم سے بھی نوازا ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو توفیقِ خیر سے سرفراز فرمایا ہے اور وہ لوگ انتہائی سعادت مند اور خوش بخت ہیں جو اپنے اس عظیم الشان مقصدِ تخلیق سے واقف اور اس کے حصول کے لیے مصروف عمل ہیں۔ ان سے بھی بڑھ کر سعادت مند ہیں وہ لوگ جو خود بھی صراطِ مستقیم پر گامزن ہیں اور اپنے دیگر ابناءِ جنس کو بھی اپنے ساتھ لے کر چلنے کی تگ و دو کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں بچوں کی تربیت ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ:

"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهِ-"[xx]

اس حدیث مبارکہ کے مطابق والدین اولاد کے راعی ہیں اور اولاد ان کی رعایا ہے۔ اسی مناسبت سے اگر اولاد کی تعلیم و تربیت کو بہتر انداز سے والدین کریں گے تو یومِ حساب جب وہ خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے تو اچھی تعلیم و تربیت کی بدولت سرخرو ہوں گے۔ والدین کا سب سے پہلا کام ہی اولاد کو بہتر تعلیم دینا اور بہترین تربیت کرنا ہے۔ انسان کی ترقی اور وجود باقی رکھنے کے لیے علم کا حصول نہایت ضروری ہے۔ اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ-"[xxi]

علم ہی ہے جس کے ذریعہ سے انسان اچھے اور برے میں فرق کرتا ہے۔ اگر اولاد کو بہترین تعلیم سے نوازا جائے گا تو وہ کامیابی حاصل کر کے دین و دنیا میں سرخرو ہوں گے۔ اس کے برعکس جب امتِ مسلمہ نے اپنے پیغمبر رسول اللہ ﷺ کی

تعلیمات اور قرآن حکیم سے دوری اختیار کی تو اس کے نتیجہ میں انہیں جدیدیت کے نام پہ غلام بنالیا گیا اور غیر مسلموں نے اپنی انگلیوں کے اشاروں پہ نچانا شروع کر دیا۔ دورِ جدید میں علم نہ ہونے کے برابر ہے جبکہ سندیں وسیع پیمانوں پر لوگوں کے پاس موجود ہیں۔ موجودہ دور میں تعلیم کی بنیاد ایسی ہے کہ نہ ہی اس سے دینی و اسلامی تقاضے پورے ہو رہے ہیں اور نہ ہی ملکی و قومی ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔ عدم برداشت کی بدولت آدابِ گفتگو اور آدابِ مجلس کا تو خاتمہ ہوا ہی ہے ساتھ میں اشخاص اخلاقی پستیوں کی گہری کھائیوں میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔ ان باتوں کی بدولت اسلامی معاشرہ کی تشکیل ممکن نہیں ہے۔ اسی بات کو مدِ نظر رکھ کر فواد کیفی لکھتے ہیں کہ:

> مغرب، یورپ اور یہود نے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ زمانہ قدیم سے ایک الگ طرح کی دشمنی پال رکھی ہے۔ انہیں اٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے ایک ہی فکر لگی رہتی ہے کہ کیسے ہی اسلام کا خاتمہ کیا جائے۔ اس کے لیے وہ طرح طرح کی ترکیبیں بنا رہے ہیں۔[xxii]

عہدِ حاضر کو مدِ نظر رکھ کر اولاد کو ایسی تعلیم دینی چاہیے کہ وہ اس فانی دنیا میں باعثِ عزت رہ کر اپنا نام کما سکیں اور اس کے ساتھ آخرت کو بھی نہ بھولیں اور اس قدر خود کو تیار رکھیں کہ رب کے حضور پیش ہو کر خود بھی اور اپنے والدین کو بھی سرخرو کر سکیں ۔ یہ سب کچھ تب ہی ممکن ہو گا جب والدین بچوں کو دینی تعلیم بھی اس قدر پرجوش ہو کر دلوائیں جیسے وہ دنیاوی تعلیم کے حصول کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ نئی نسل مغربی تہذیب کو ہی سب سے اچھی اور کامیاب تہذیب گردانتی ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔

اسلامی تعلیمات، نسلِ نو اور معاشرہ:۔

عہدِ حاضر میں اگر افرادِ معاشرہ دینی تعلیم کے تقاضوں کو صحیح طور سے حل کرنے میں کامیاب ہوں تو آنے والی نسلیں خالق و مخلوق کے فرائض بہتر طریقہ سے ادا کرنے میں کامیاب ہوں گی۔ بچوں کو ایسا ماحول دیا جائے جس سے ان میں نیکی کا جذبہ پیدا ہو۔ والدین کا فرض ہے کہ وہ اولاد کو ایسے کاموں کی طرف راغب کریں جس سے انہیں نیکی کی ترغیب ملے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو اگر ہم اس تناظر میں دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ آپ ﷺ کس طرح اپنی بیٹی فاطمہؓ کو نیکی اور عبادت کی تلقین فرماتے تھے۔ اس حوالہ سے امام نسائی ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:

> ترجمہ: "حضرت علی بن ابی طالب سے منقول ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ رات کے وقت ان کے اور سیدہ فاطمہؓ کے پاس آئے اور فرمایا کہ تم رات کی نماز نہیں پڑھتے ؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہماری روحیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا ہمیں جگا دے گا۔ جب میں نے یہ بات کہی تو رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لے گئے ۔ میں نے سنا کہ

آپ ﷺ اپنی ران پر ہاتھ مارتے جا رہے تھے اور فرما رہے تھے انسان سب سے بڑھ کر کٹ حجت ہے۔"[xxiii]

اس طرح سے دیکھا جائے تو والدین پر ایک بھاری ذمہ داری بچوں کی تربیت کے حوالہ سے ہے۔ اگر بچوں میں احساس ہو گا تو اس صورت میں وہ خود اپنا بھی احساس کریں گے اور معاشرہ میں بسنے والے دوسرے افراد کا بھی احساس کریں گے۔ احساس اور خدا ترسی کا درس تو خدا تعالیٰ نے بھی اپنی کتاب قرآن مجید میں دیا ہے کہ اختلافات اور دشمنیوں میں بھی خود کو رحمدلی سے دور نہ کرو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۚ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى-"[xxiv]

اس آیت کی تفسیر میں اگر دیکھا جائے تو گرد و پیش میں بسنے والے غیر مسلموں کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کرنے کا حکم ملتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی تعظیم اور بندوں پر شفقت کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے اور حق پر مضبوطی سے قائم رہنا اس کا تعلق اللہ کی تعظیم کے ساتھ ہے اور انصاف کے ساتھ گواہی دینا اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات کا خلاصہ بھی یہی ہے۔

اگر تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو جتنی بھی مشہور و معروف شخصیات اس کائنات میں گزری ہیں ان کو بنانے میں والدین، اساتذہ اور معاشرے نے اہم کردار ادا کیا کیونکہ انسان جو کچھ بھی سیکھتا وہ ان تین عناصر کے بغیر ممکن نہیں۔ ایک معاشرہ بنیادی چیز ہے اس کے بعد اس میں بسنے والے کرداروں میں والدین اور اساتذہ ہیں۔ اساتذہ کے حوالہ سے امین احسن صاحب لکھتے ہیں:

> یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ والدین کے بعد اساتذہ ہی تربیت کا وسیلہ ہوتے ہیں۔ یہ کہنا بجا ہو گا کہ یہ وہ ہستیاں ہیں جو لوہے کو کندن، پتھر کو ہیرا، بنجر زمین کو زرخیز اور صحرا کو گلستان بناتی ہیں۔[xxv]

موجودہ دور میں معاشرے کے اندر بچوں کی تربیت کرنے والے افراد جن میں ماں، باپ اور اساتذہ شامل ہیں ان کی تربیت بھی ہونا لازمی ہے۔ یہ وہ افراد ہیں جنہیں ٹیکنالوجی کے انقلاب نے بدل کر رکھ دیا ہے۔ ہمارے معاشرے میں اساتذہ کا چناؤ ان کی قابلیت یا اہلیت کی بناء پر نہیں بلکہ سفارش کی بناء پر کیا جاتا ہے۔ وہ اساتذہ صرف خود کی ظاہری شان و شوکت اور جاہ و منصب کو معیارِ زندگی رکھتے ہیں۔ وہ اپنی انہی نااہلیوں کی وجہ سے بچوں کا مستقبل برباد کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرہ کو اچھے افراد سے محروم کر رہے ہیں۔ اگر معاشرہ میں تربیت کرنے والے افراد خود اس معیار پر نہ ہوں گے جس معیار کو مدِ نظر رکھ کر ایک فرد کی تربیت کرنی ہوتی ہے تو کیسے وہ اچھے افراد پیدا کریں گے جس سے معاشرہ اور قوم و ملت کا مستفید ہونا ممکن ہو گا۔

والدین میں ماں بچے کی پہلی استاد ہے اور وہ معاشرہ میں بسنے کیلئے مرد سے زیادہ تجربات کی حامل ہوتی ہے۔ جب بچہ ماں کی گود میں ہوتا ہے تو اس طرح سے تربیت حاصل کر رہا ہوتا ہے جس سے اسے معاشرہ میں رہنے کے قابل بننا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> "بچہ ابتدائی سالوں میں نئے الفاظ اکٹھے کر رہا ہوتا ہے وہ میں، تم اور آپ جیسے الفاظ ادا کر سکتا ہے اور کسی حد تک اپنا مطلب بھی بیان کر سکتا ہے۔ اس سے جتنی زیادہ گفتگو کی جائے گی وہ اتنے زیادہ الفاظ سیکھے گا اور زیادہ بولنے کی کوشش کرے گا۔"[xxvi]

اس میں والدین کا بہترین کردار بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اگر والدین کا کردار و عمل بہترین ہو گا تو بچے بھی انہی کے نقشِ قدم پر چلیں گے اور ایک اچھے معاشرہ میں خود کو اور بھی بہتر کریں گے۔ اگر والدین کے کردار و عمل اچھا ہونے کے باوجود معاشرہ میں کمی کوتاہیاں ہوں گی تو بھی بچے گھر کی بہترین تربیت کی وجہ سے معاشرہ میں خود کو محفوظ رکھ کر اس سے زیادہ متاثر نہ ہوں گے۔

اگر خواتین کو دیکھا جائے تو معاشرہ میں بسنے والے افراد کی تربیت جس انداز سے کرتی ہیں وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اہلِ علم اس بات سے بھی خواتین کی خدمات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حج نبوی ﷺ حالات و مشاہدات بیان کرنے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس قدر حصہ لیا کہ احادیث کا ایک مجموعہ سیدہ عائشہؓ کے ذریعہ ہم تک پہنچا۔ اس موقعہ پر ایک کثیر تعداد صحابہ کرامؓ کی موجود تھی لیکن ان حالات کی تفصیلات پیش کرنے میں ایک خاتون پیش پیش رہیں۔ اسی طرح صحیح بخاری میں ایک واقعہ درج ہے جس سے خواتین کی فراست کا اندازہ ہو گا کہ کس طرح سے مسائل کی گتھی سلجھانے میں مہارت رکھتی ہیں وہ واقعہ یہ ہے:

> "امِ فضلؓ سے مروی ہے کہ ان کے پاس کچھ لوگوں نے عرفہ کے دن نبی کریم ﷺ کے روزے کے بارے اختلاف کیا۔ بعض نے کہا کہ آپ ﷺ روزے سے ہیں اور بعض نے کہا کہ روزے سے نہیں ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے دودھ کا پیالہ بھیجا۔ آپ اپنے اونٹ پر تھے تو نوش فرمالیا۔"[xxvii]

ایک اسلامی معاشرہ میں رہ کر ذمہ دار شہری اور ریاست کے اچھے افراد بن کر اپنی خدمات سر انجام دیں۔ غیر مسلم مفکرین نے علم ذہنی، جسمانی اور اخلاقی نشو نما کا نام دیا اور علم کا مقصد مادیت کا حصول بتایا ہے۔ جبکہ مسلم مفکرین نے علم کا اسلامی تصور پیش کیا ہے۔ دین اسلام صرف دنیاوی مفاد ہی نہیں بلکہ دینی مفاد کو بھی ساتھ لے کر چلتا ہے۔ اسلام راہِ وسط کا داعی ہے۔ والدین بچوں کے علمی میدان کا انتخاب کرنے لگیں تو ایسے علوم کا انتخاب کریں جو ان کے مستقبل میں نفع کا حصول ممکن بنائیں۔ اسلامی معاشرہ میں تعلیم کا نظام ایسا ہونا چاہیے جو جدید تعلیمی نظام کو بھی ساتھ لے کر چلے اور دینی و اسلامی فکر کا بھی

فروغ ہو۔ علم کی اہمیت اور ترغیب جس طرح دین اسلام میں آئی ہے اس کی مثال کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔ موجودہ دور میں بچوں کی تعلیم وتربیت ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس سلسلہ میں والدین اور اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس فرض کی بجا آوری میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہ کریں۔ جتنی بھی مشہور و معروف شخصیتیں اس کائنات میں گزری ہیں ان کو بنانے میں والدین، اساتذہ اور معاشرہ نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ خواتین کی بچوں کی پرورش کے حوالہ سے خدمات انتہائی پختہ اور قابلِ ستائش ہیں۔

خلاصہ بحث:۔

علم قیادت اور تہذیبی ارتقاء کی بنیادی قوت ہے۔ علم انسان کو راہنمائی دیتا ہے، تحقیق پر آمادہ کرتا ہے اور حقیقت کی تلاش میں نئے شاہکار تخلیق کراتا ہے۔ علم ہی بھلائیوں کا سرچشمہ، برائیوں کا علاج، معاشی مسائل کا حل اور عزت و وقار کا ذریعہ ہے۔ موجودہ دور میں دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کو شامل کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ فرد کی صحیح تربیت ہو اور وہ معاشرے کا مفید و ذمہ دار رکن بن سکے۔ اسلامی معاشرہ کا مقصد کسی مخصوص قوم یا طبقہ کی نہیں بلکہ پوری انسانیت کی فلاح ہے، اسی لیے تعلیم وہ عمل ہے جو انسان میں غور و فکر، سچائی تک رسائی اور مہارت پیدا کرتا ہے جبکہ حقیقی علم وہ ہے جو معرفتِ الٰہی، خیر کے فروغ اور انسان کی روحانی و اخلاقی تربیت کا ذریعہ بنے۔ جدید دور میں ٹیکنالوجی اور تعلیمی رجحانات کے باوجود اگر دینی تربیت کو نظر انداز کیا جائے تو نسلیں الحاد اور مادیت کی طرف مائل ہو جاتی ہیں۔ اسی لیے ضروری ہے کہ ایسا نظامِ تعلیم قائم ہو جو جدید علوم کے ساتھ اسلامی فکر اور اخلاقی تربیت کو اساس بنائے، مغربی مادہ پرستی کے غلبہ کو رد کرے اور ایک ایسی نسل تیار کرے جو دین و دنیا دونوں میں کامیاب ہو۔ قرآن وہ کتاب ہے جس میں روحانی و مادی ہر طرح کے علوم موجود ہیں اور خدا نے براہِ راست اپنے نبی ﷺ کو یہ علوم سکھائے ہیں۔ جب مسلمان غور و فکر، تحقیق اور تدبر کا دامن چھوڑتے ہیں تو ان کی زندگیوں میں زوال شروع ہو جاتا ہے اس کے برعکس جب تعلیم کو دین کے ساتھ جوڑ کر نسلِ نو کی کردار سازی کی جائے تو معاشرے میں علمی، اخلاقی اور تہذیبی بیداری پیدا ہوتی ہے اور امت دوبارہ عروج کی طرف گامزن ہو سکتی ہے۔

---

[i] ۔قادری،محمد طاہر،ڈاکٹر ،علم اور مصادرِ علم،منہاج القرآن پرنٹرز،لاہور،جون ۲۰۱۷،ص:۲۷۴۔

[ii] ۔ التحریم:۰۶۔

[iii] Peters, Richard Stanley, Ethics and Education ,London: George Allen and Unwin LTD,1966,P:132 -

[iv] Bertrand Russel ,Education and the social order, New York: Bertrand Russel peace Foundation LTD,1996,P:125 -

[v] ۔الزمر:۰۹

[vi] Saividain, K.G, Iqbal's Educational Philosophy ,Lahore ,1942,P:99-

[vii] ۔ ممتاز احمد،ڈاکٹر،رہبرعلم التعلیم،قریشی برادرز،لاہور،۲۰۱۴ء ص:۱۵۔

[viii] ۔البقرۃ:۱۳۹

[ix] ۔منظور احمد،ڈاکٹر ،چند تعلیمی مسائل،مشمؤلہ،فکر و نظر سہ ماہی ،اسلام آباد،ادارہ تحقیقات اسلامی،۱۴۲۷ھ،ج:۴۴،شمارہ:۲،ص:۱۲۳۔

[x] ۔گوہر ممتاز،قاضی،سیرت النبیﷺ اور ہماری زندگی ،سردار سنز،کراچی،۱۹۸۹ء،ص:۳۵۶۔

[xi] ۔وحید الزماں خان،نواب ،علامہ،نظرات فی کتاب اللہ،مہتاب کمپنی تاجران،لاہور،س ن،ج:۱،ص:۷۸۴۔
[xii] ۔ محمد اسماعیل،سید،رسولﷺعربی اور عصرِ جدید،احمد پبلی کیشنز،لاہور،س ن،ج:۳،ص:۳۰۔
[xiii] ۔عبدالحلیم شرر،سر سید کی دینی برکتیں ،مطبع کریمی ،لاہور،۱۹۲۱ء،ص:۱۸۔
[xiv] ۔ محمد امین ،ڈاکٹر،ہمارا تعلیمی بحران اور اس کا حل،ادارہ مطبوعاتِ طلبہ ،لاہور،۲۰۱۰ء،ص:۶۸۔۶۹۔
[xv] ۔العلق:۱۔۵۔
[xvi] ۔ابن ماجہ ،محمد بن یزید،سنن ابن ماجہ،مترجم:ابو طاہر زبیر،مکتبہ دارالسلام سعودی عرب،۱۴۲۸ھ،باب :علماء کی فضیلت اور حصولِ علم کی ترغیب،حدیث :۲۲۴،ص:۲۲۳۔۲۲۴۔
[xvii] ۔النساء:۱۱۳۔
[xviii] ۔ابو الاعلیٰ مودودی ،سید،تفہیم القرآن،ادارہ ترجمان القرآن ،لاہور،س ن،ج:۱،ص:۳۹۶۔
[xix] ۔قادری،محمد طاہر،ڈاکٹر،علم اور مصادرِ علم، ص:۶۶۔
[xx] ۔بخاری،ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل،صحیح بخاری،مترجم:محمد داؤد راز،مکتبہ نوائے اسلام ،دہلی،۲۰۰۴ء،کتاب الوصایا،حدیث نمبر:۲۷۵۱،ص:۲۲۷۔۲۲۸۔
[xxi] ۔الزمر:۰۹۔
[xxii] ۔فوادکیفی،سازشی تعلیم اور ہمارے بچے،۲۰۱۸ء،ص:۲۰۔(05:27pm 04-10-2023 https://mazameen.com)
[xxiii] ۔النسائی،ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب،سنن نسائی،مترجم:ابو طاہر زبیر علی ،دارالعلم،ممبئی،اگست ۲۰۱۳ء،باب الترغیب فی قیام اللیل ،حدیث نمبر:۱۶۱۲،ج:۳ ،ص:۴۵۲۔۴۵۳۔
[xxiv] ۔المائدہ:۰۸۔
[xxv] ۔محمد امین ،ڈاکٹر،ہمارا تعلیمی بحران اور اس کا حل ،ص:۵۱۔
[xxvi] ۔القادری،محمد طاہر،ڈاکٹر،بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار ،منہاج القرآن پرنٹرز،لاہور،دسمبر۲۰۱۶ء،ص:۵۰۔
[xxvii] ۔ بخاری،ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل،صحیح بخاری،مترجم:ابو التراب محمد ناصر الدین ناصر،پروگریسو بکس،لاہور،نومبر:۲۰۱۶ء،کتاب الحج،حدیث:۱۶۶۱،ج:۱،ص:۸۴۶۔